

ابھی جا اور رائے رلیان کا سرکاٹ لانا وہ لڑکی راجہ کی اپنے ساتھ جہاں ہی چاہے وہاں لیجا غرض وہ  
 فقیر پھر رائے رلیان کے پاس جا کر کہنے لگا کہ اے حاتم بابا تیرے سر کے بدلے دل کی آرزو پتی ہے اگر تو  
 اپنا سر دیکھا تو یہ فقیر مدعا اپنا دل خواہ پا دیگا رائے رلیان نے کہا کہ اے فقیر تو اپنی خاطر جمع رکھ یہ سر میرا  
 خدا نے اسنوا سٹے پیدا کیا ہے کہ کسی کے کام آئے میں ایک مدت سے اس سر کو بھینسی پر دھرتے ہوں کہ جو  
 کوئی مانگے اُسے دوں اب جو تو نے طلب کیا ہے یہ حاضر ہے اور میں بھی موجود ہوں میرے گلے میں رتی  
 باندھ کر اُس راجہ کے پاس پہنچا اور اُس سے کہہ کہ وہ سر جو تم نے مانگا تھا اُس سر کو میں مع تن لایا ہوں  
 اگر اُس نے قبول کیا تو سر میرے تن سے کاٹ لینا اور اگر اُس نے کچھ اور مانگا تو وہ بھی حاضر کرونگا آخر وہ  
 دعویش رائے رلیان کی گردن میں رتی باندھ کر راجہ کے پاس بیگیا اُس راجہ نے جب حاتم دی اس سر کو  
 دیکھی تو اپنی جگہ سے اٹھ کر اُسکے پاؤں پر گرا اور کہنے لگا کہ بیچ بے سوائے تیرے اب اس دنیا میں ایسا  
 سخی جو غم نہیں اور نہ ہوگا جہاں ایک ادنیٰ فقیر کیواسٹے اپنا سر طوطے پر کہہ کر دی رتی کو لایا اور رائے رلیان  
 کیجوالے کر کے کہا کہ اے جہاں لاج یہ تمہاری لونڈی ہے جسکو جی چلے اُسکو دے دیجے طوطے نے کیجوالی  
 کہہ کر رنجستہ سے کہا کہ اے کہ بالوں میں بھی اپنا سر تیرے کام میں گنواؤ گا اور مطلب دلی تیرے ہر لاؤنگے  
 اسیں ہرگز دریغ نہ کروں گا بہتر یہ ہے کہ جلدی اپنے معشوق کے پاس جا اور حظ زندگانی کا اٹھا  
 رنجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ چاؤے اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے ہانک دی جانا اُسکا اُس روز بھی توف  
 نہ تابت یہ فرد پڑی اور رونے لگی فرحانے سمجھ بیری دشمنی کب تک۔ وصال کی شب کبھی دکھا سکی

## لوہی داستان طوطے کی بیوفائی عالم شاہ بادشاہ سے

جب آفتاب چھپا اور ماہتاب نکلا رنجستہ در عشق کے مارے روئی ہوئی طوطے کے پاس رنجستہ لینے  
 گئی اور اُسے متفکر دیکھ کر کہنے لگی کہ اے عقل مند آج کیوں غمگین ہے طوطا بولا کہ اسے کہ بالو مجھ کو  
 تیری خچر نے نہایت حیران کیا اور اسی اندیشہ میں میرا دانہ پانی چھوٹ گیا ہے میں اسی سوچ میں اٹھوں  
 یہ ہر رہتا ہوں کہ کیونکر دریافت کروں کہ وہ معشوق تیرا رنجستہ سے وفاداری کرے یا عالم شاہ بادشاہ کے  
 طوطے کی طرح بیوفائی کر کے دعا دیگا رنجستہ نے پوچھا کہ وہ نقل کیونکر ہے بیان کر۔

حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی وقت میں ایک صیاد نے طوطے کے آشیانے کے نزدیک جال بچھایا  
 اور اُسکو پکڑی سمیت گرفتار کیا اسوقت طوطے نے اپنے بچوں سے کہا کہ بابا اسوقت ہی مسلمان ہوئے کہ  
 تم اسجگہ مرے کی صورت ہو کر پڑو اگر یہ چلیمار قم کو مردہ جانے گا تو چھوڑ دیگا میں تنہا جو پکڑ دی گئی کچھ مضائقہ  
 نہیں اگر میں جیتی رہوں گی تو کسی نہ کسی حکمت سے اپنے تئیں تمہارے پاس پہنچاؤں گی۔ اُن

بچوں نے اُسکے کہنے کے بموجب کیا ہر ایک اپنا اپنا دم چڑا کر گر رہا اُس مٹیاد نے معلوم کیا کہ شاید میرے  
 ہیں ان کو اس دام سے ہلکے چیمے یہ لکھو ہیں اُنکو اُس دام سے نکالا وہیں ہر ایک اڑ گیا اور ہر ایک دست  
 کی شاخ پر جا بیٹھا تب وہ چڑیا ہر اس طوطی پر غصہ ہوا اور چاہا کہ اُس کو زمین پر پٹکے کہ اتنے میں اُس  
 طوطی نے کہا کہ اسے مٹیاد خیر دار مجھے کو مت مار اگر میں جیتی رہوں گی تو یہاں تک تجھے نہ نقد دلوں  
 گی کہ پھر نابھہ عمر اپنی تو کسی چیز کا محتاج نہ ہوگا اور جب تک جیتا رہے گا تب تک کسی کام کا  
 اندیشہ نہ کرے گا کیونکہ میں نہایت غفلت اور طیب ہوں ایسا طبابت کا کام جانتی ہوں کہ جیسا  
 چاہیے اس سخن سے مٹیاد خوش ہوا اور اُس کے مارنے سے باز رہا اور کہنے لگا اے طوطی ہمارے  
 ملک کا بادشاہ عالم شاہ ایک مدت سے بیمار ہے اور مرض سخت رکھتا ہے تو اُس کو اچھا کر سکے گی  
 طوطی بولی کہ اے مٹیاد کو نسا بڑا کام ہے میں وہ طیب ہوں کہ دس ہزار مرہیں کہ جنکو اسطو  
 اور لقمان جواب دیں اُنکو اچھا کر دوں تو مجھے اپنے بادشاہ کے پاس بھول اور میری طبابت کی  
 اُس سے تعریف کر پھر جتنے کو چاہتا ہے تو اُس کے ہاتھ پیچ ڈالنا غرض وہ مٹیاد اُس طوطی کو پھیرے  
 میں بند کر کے اپنے بادشاہ کے پاس لیگیا اور کہنے لگا کہ خداوند یہ طوطی نہایت عقلمند ہے اور طبابت  
 میں بہت ملکہ رکھتی ہے اگر حکم ہو تو حضور پُر نور میں حاضر رہے عالم شاہ نے کہا کہ بھائی میں بھی  
 اس فکر میں تھا مجھے بھی ایک طیب دانا دیکھا ہے اور اپنی آرزو ہے کہ ایسا کوئی آوے کہ میرے  
 مرض کو دیکرے یا نہرے یہ میرے پاس رہے تو اُس کی قیمت کہہ اُس نے دس ہزار اشرفی  
 اُس کی قیمت بکھی اور بادشاہ نے دی دلوادیں مٹیاد اُسے لیکر اپنے گھر گیا وہ طوطی بادشاہ کی دوا  
 کرنے لگی بارے دو چار دن میں آدھا مرض اُس کا اُسکی دوا سے دور ہوا تب طوطی نے کہا اے  
 بادشاہ خدا کے فضل سے اور میری تدبیر دوا سے اب تم کو آدھی صحت ہوئی ہے۔ اگر مجھ پر رحم کرو  
 اس پنجب سے مخلصی بخشو تو میں ابھی ڈھونڈ کر ایک ایسی چیز محراب سے لا کر کھلاؤں کہ بعد دو  
 چار ہی دن کے تو اچھا ہو اور غسلِ محبت کرے عالم شاہ نے جانا کہ شاید یہ طوطی سچ کہتی ہے  
 اس اعتبار پر اُسے ففس سے آزاد کیا طوطی نے اپنے جھکل کا راستہ یہ اپنا اور نہ نہ کیا طوطے نے یہ  
 نقل تمام کر کے کہا اے نجمتیں بھی اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ معشوق تیرا اُسی طوطی کی  
 طرح تجھ سے دغا بازی کرے خدا کیواسطے جلد جا اور اپنے یار سے ملاقات کر اور جب تک تو اُسکی آرزائش نہ  
 کرے اعتبار نہ کرنا کہ بانو نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جاوے کہ اتنے میں صبح ہوئی اور مرقع بولا جانا اُسکا اس  
 روز بھی موقوف رہا تب ذرا پڑھنے لگی مگر آج مہر دے اپنے میں ملتی۔ گر نہ کرتا فلک یہ بیہری

## دسویں استان سوداگر اور اسکی زوجہ کی

جب شمس نہاں ہوا اور قمر عیاں شبِ نجستہ روتی اور سرد آہیں بھرتی ہوئی رخصت لینے طوطے کے پاس گئی۔ اور طوطے نے اُسے متفکرہ دیکھ کر پوچھا کہ اے کد بانو آج کیوں مقدر حیران ہے خیر تو پہلے یہ دیکھ لو کہ پاس آتی ہوں اور حال اپنی بیقرداری کا سناتی ہوں وہ کون وقت ہوگا کہ جس وقت تو مجھے رخصت کرے گا اور وہ کون وقت ہوگا کہ میں اپنے معشوق سے ملاقات کروں گی۔ اگر آج کی شب رخصت کرے تو یہی حاقول اور نہیں تو مہر کر کے اپنے گھر بیٹھ ہوں طوطا کہنے لگا کہ اے کد بانو تو ہر رات میرے پاس آتی ہے اور باتیں میری سنتی ہے جانے کیوں تو صبح ہو جاتی ہے اور رات کو آخر کر دیتی ہے میں چاہتا ہوں کہ آج کی رات جلد جاکے تو ایک قصبہ چھوٹا سا سناؤں کہ جس کے باعث تیری بات رہے اور تو کسی آفت میں نہ پڑے یہ یاد رکھنا کہ اگر تو کہیں جاکے اور خاوند تیرا دہاں تجھے نظر پڑے تو تو بھی اُس سوداگر کی جو روکیطخ شور و غل کرنا وہ ہشیمان ہو جائے اور تیری بات رہے تجھ سے پوچھا اُسکی داستان کیونکر ہے بیان کر۔ حکایت طوطا بولا کہ کسی شہر میں ایک سوداگر نہایت مالدار تھا ادا اُسکی جو رو بہت خوبصورت تھی وہ تاجر کسی ملک میں واسطے تجارت کے گیا اور پچھپچھے اُس کے اُسکی جو رو نے بدکاری بہانہ تک اختیار کی کہ ہر ایک شخص کی مجلس میں شب کو جاتی تمام رات عیش و عشرت اور گانے بجانے میں گواناں بعد کئی جہینے کے اُسکا شوہر مال اسباب بہت سا لیکر اپنے شہر میں آیا اور کسی چوبلی میں اترنا بعد پھر رات کے ایک دلالہ کو بلوا کر کہنے لگا کہ میں آج ابھی گھر نہ چلا سکتا اگر تو کہیں سے ایک عورت خوبصورت لے آؤ گی تو میں تجھے خوش کر دوں گا اور دس اشرفی تجھے دوں گا اور میں اُسے دوں گا یہ سننے ہی وہ بڑھیا لوٹ گئی کہ یہ کوئی بڑا سوداگر ہے کہ ایک عورت کی خاطر تین اشرفی کھودیتا ہے آخر وہ بڑھیا لالچ میں آگئی اور ہر کسی کو تماش کیا غرض بہت سا دہرا دہرا ہونڈھ ڈھانڈھ کر حیران ہوئی جب کوئی رند ہی ہاتھ نہ لگی تب اتفاقاً وہ کٹنی اسی تاجر کے گھر گئی اور اُسکی بی بی ہی کہنے لگی کہ آج کسی ملک سے ایک بڑا سوداگر مالدار آیا ہے اور خوبصورت بھی ہے اُس نے ایک رند ہی بلوائی ہے اگر تیرا چاہیے تو چل صبح کو میں اشرفی لیکر اپنے گھر آ غرض وہ اُس دلالہ کیساتھ ہوئی اور اُس سوداگر کے پاس گئی جو نہیں اپنے خاوند کی صورت دیکھی وہیں پہچان گئی اور جی میں کہنے لگی کہ واہ جی واہ یہ تو میرا ہی خاوند ہے اب میں کیا کروں القصد غل کر اٹھئی اور کہنے لگی کہ اسے ہمسائے کے لوگو دوڑو اور میرا انصاف کر دو چھ برس سے میرا خاوند سوداگری کو گیا تھا میں نرات اُسکی راہ لگتی تھی اب جو یہاں آیا تو اس چوبلی میں اترنا اور میرے پاس نہ گیا آج میں اُسکے آئینگی خیر غل کر آسپ ہی آئی

ہوں اگر تم میری داد کو پہنچو تو بہتر ہے نہیں تو قاضی کے پاس نالش کرونگی اور اُسے چھوڑ دوں گی آخر تم سہاگہ کے لوگ جمع ہوئے تب اُس نے اُن سے کہا کہ میں اُسکی چور ہوں اور میرا خاوند ہے مجھے یہ اکیلا اس شہر میں چھوڑ کر سفر کو گیا تھا میں اسی غم میں ٹھوں پہر دو تھی تھی بائے آج خدا کے فضل سے مینا نصیب جیتے جاگتے جو آئے ہیں تو گھر نہیں گئے اور مجھ سی بی بی صاحبہ مال کو بھلا کر غیر بد بختوں کے ساتھ عیش کیا جاتے ہیں آج میں یہ خبر سن کر خود آئی ہوں تم سب خدا ترس ہو بلعناف کرو آخر اس سوداگر کو ہر شخص نے سمجھا بھلا کر اُسکی بی بی سے ملا دیا اور یہ کوئی نہ سمجھا کہ وہ آپ ہی خرمی کو آئی تھی کیوں دیکھا اُس عورت کی زبان آدمی کے سبب سے موت نہ گئی خاوند کو اپنے گھر میں لائی جب طے نے یہ داستان تمام کی غصہ سے کہا کہ اٹھ دوڑا اپنے معشوق کے پاس جا دیر نہ کرو مجھتے نے یہ سستے ہی جا ہا کہ جاؤ اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی جانا اُسکا اُس دوزبسی مرتوف رہا تب یہ بیت پڑھنے لگی اور رُسہ ڈھانپ کر رونے لگی بیت کس طرح بیٹہ سو شب میل دل آرام، ہر صبح ہے پہلے یہ میری گردش نام

گیا اسوں ملستان زمیندار کی جورو کی کہانی سخن آرائی سے نہ امت اٹھائی  
جب سوئے چھا اور اُسے مکھ جھستے اختیار گزار دے روئی ہوئی تھوے پاس نصرت لینے لگی  
اور کہنے لگی کہ اے محرم راز آج پھر کچھ اُسکی مفارقت سے حال لیا ہوا ہوں مگر صلاح جانے تو مجھے جلد نصرت دے  
ہیں تو مبر کر کے بیٹھ ہوں اگرچہ جاتی ہوں جو کوئی عاشق ہے اُسے مبر سے کیا کام ہے اختیار جی چاہتا  
ہے کہ ہر طرح سے اپنے تئیں اُسکے پاس پہنچاؤں اور خوب سا اُسے لگ کر حظ جوانی اٹھاؤں را با سخی  
و یکتائی میں تجھ کو کب گسائیں سائیں، آہ بکھیں تو سفید مئے آئیں سائیں، دل یادیں دیدہ منتظر یہ  
سیر راہ، ہو مٹول پس ہے ہر دم زبان پر سائیں سائیں، طوطا کہنے لگا کہ اے تجھتے میں نہ جانتا تھا کہ  
عشق اُسکا یہاں تک تجھے تباہ کرے گا اور غم اُس کی جدائی کا اس حالت کو پہنچا دے گا حسن میں  
اس عشق کا یہ نہ سمجھا تھا دول، ترے غم سے آنے لگا مجھ کو ہول۔ لیکن خدا کا فضل چاہیے کہ انشا  
اللہ تعالیٰ اب آپ اپنے بارے میں لگی اگرچہ ہر ایک شب میرے پاس نصرت لینے آتی ہے اور میری  
باتیں سن کر شب امید کو لگواتی ہے پر عقلمند دل نے کہا ہے جو کوئی سوئے کر کام کرتا ہے وہ ہرگز  
پیشانی نہیں اٹھاتا ہے بلکہ ہمیشہ سرخ و رہتا ہے جس طرح سے کہ اُس دہقان کی جورو نے سوئے کر جو کہتے  
کی تو کچھ نہ امت نہ کھینچی جھستے نے پوچھا کہ اُسکا فقہ کیونکہ ہے حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی دن ایک  
ایک گنوار کی دھریا اپنے کوٹے پر بیٹھی تھی اور ایک شخص نوجوان اُسکو دیکھ کر عاشق ہوا اور عدت نے  
بھی معلوم کیا کہ یہ مجھ شیدا بن گیا ہے سوچی سمجھی اور لے آئیے آخر اس مرد کو اشارے سے طلب کیا اور کہہ دیا

کہ بعد آدمی وراثت کے تو اُس درخت کے نیچے آکر بیٹھ رہنا میں بھی اپنے خاوند کو سلا کر تیرے پاس آنگی  
یہ کہہ کر ادھر سے رخصت کیا اور آپ ادھر اپنے گھر کے کاروبار میں مشغول ہوئی جب آپ کی گزری جوان اُس کے  
گھر میں اسی درخت کے نیچے بیٹھ رہا یہ عورت ختم کو سوتا چھو کر وہیں گئی اور اُس کے ساتھ سو رہی اتفاقاً اُس کا  
سسر سیدقت کسی کام کیواسطے اٹھا اور باہر جانے لگا کیا دیکھتا ہے کہ بیٹے کی چور ایک غیر مرد کیساتھ سو رہی  
ہے بات سے نہایت عجیب ہوا اُس کے پاؤں سے بازیاں تار کر اپنے پاس کہی اور جی میں کہنے لگا کہ اُس بد ذات کو  
خوب سی سزا دوں گا بعد ایک گھڑی کے اُس عورت کی جو اس کے کھل تو کیا دیکھتی ہے کہ پاؤں میں بازیاں نہیں  
اُسے ابی عقل سے معلوم کیا کہ شاید سسر کے آنکھ سے یہ باہر دیکھتا ہے اور بازیاں اُنار کر لیکر اب صبح کی طرح چلے  
کیا ہو یہ سمجھ کر اپنے پاس سے کہا تم اپنے گھر جاؤ پھر کسی روز اگر جی چاہے گا تو آؤ آئیو۔ یہ کہہ کر اُس کو رخصت  
کیا اور ادھر اپنے خاوند کے پاس آکر لیٹ رہی بعد ایک دم کے کہنے لگی کہ یہاں اس وقت گرمی لگتی ہے  
اُس درخت کے نیچے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ہے چلے اور سو رہے آخر اُس بہانے سے اپنے شوہر کو اسی درخت  
کے نیچے لائی اور دونوں ملکر سو رہے جب اُسکی اسٹھ لگ گئی تب جھکا کر کہنے لگی اجی سوتے کیا ہو اٹھو اور  
ایک نماشا دیکھو وہ بے اختیار اُٹھ بیٹھا اور کہا کیا کہتی ہو تب اُس نے کہا جیسا میرا ویسا تمہارا باپ یہ کیا کہ  
میرے پاؤں کی بازیاں تار کر لے گیا اور مجھے نکال کھلا دیکھا اُس نے کہا کہ خیر صبح کو میں انہیں سمجھا دوں گا کہ پھر  
ایسی حرکت نہ کرنا جب صبح ہوئی اپنے باپ سے بھنبھلا کر کہنے لگا با جان تم کو مناسب نہیں جہاں ہو بیٹا  
ساتھ سوتے ہوں وہاں چھاؤ اور اُن کو ایک حال میں دیکھو تب اُس کے باپ نے کہا کہ بیٹا کچھ شعور آ رہا ہے تیری  
عورت کم بخت ایک صدمہ کے ساتھ سو رہی تھی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور یہ بازیاں پاؤں کی اتاری  
یہ بات سنتے ہی وہ اور بھی خفا ہوا اور کہنے لگا کہ تم خواہ مخواہ میری چور کے دشمن ہوئے ہو۔ میں جانتا ہوں  
اس وقت گرمی کے باعث سے میں اُس درخت کے نیچے اُس کے ساتھ سوتا تھا کہ تم نے یہ حرکت کی چنانچہ  
یہ شکر باپ اُس کا شرمندہ ہوا طوطے نے یہ فقرہ تمام کر کے کہا کیوں دیکھا تو نے اُس ندی نے کیا کام کیا  
کی غیر کی دوستی رہی اور سسر کے کو ذلیل کیا آپ اچھی کی اچھی رہی اسے جستہ اب جلد جا اور اپنے  
دلدار کو گلے لگا کہ بانو نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جاے کہ اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی راجا اُس کا اُس  
روز بھی موقوف رہا تب یہ فرود پڑی۔ اور رونے لگی۔ فراد وصل کی شب گئی گذر افسوس، آئی  
پھر تیر کی سحر افسوس، -

ہاں سوستان سوڈا گزرنی اور شغال کی سوڈا گزرنی شغال کی حکمت رسوائی سنہی

جب سوچ چھپا اور رات ہوئی تب چھتہ آنکھوں میں آنسو بھرے گریبان چاک کے سینہ پر سوز سے طہٹ کے

پاس رخصت لینے لگی اور کہنے لگی اسے عقل مند ہیں تیری داناائی پر نہایت اعتبار کرتی ہوں اسی واسطے ہر رات تیرے پاس آتی ہوں تیری تدبیر کے واری اور داناائی کے مدد کے اور وفاداری کے قربان آج دل اُسٹا آتا ہے اور سینہ چٹا جاتا ہے کیونکہ اپنے نہیں اُسکے پاس پہنچاؤں اور کس طرح اُسے اپنے گلے سے لگاؤں فرح آتش عشق جی جلاتی ہے مایہ بلا جان ہی پر آتی ہے ما۔ اب اگر مجھے رخصت کرے گا۔ تو کلب کرے گا۔ اور اب اجازت نہ دے گا تو کلب دیگر تیری منت کرتی ہوں اور اس تدبیر میں پھرتی ہوں فرح نہ اپنے چھوٹے کسی طرح تدبیر میں رہے بہار آئی ہے کیونکہ غامض زنجیر میں رہے خدا کے واسطے کچھ ایسا کچھ بننا کہ جس کے باعث جلد ملنا ہو۔ طوطا کہنے لگا کہ اسے غصہ یہ غم تیرا میرے دل میں ہے اور میں جب تک جینا رہوں گا بیوقوف نہ رہوں گا اور میں کس شیب تجھے رخصت نہیں کرتا ہوں کہ تو محبوب کے پاس نہ جا۔ بلکہ تو آپ ہی نہیں جاتی اور میری باتوں میں رات گنواتی ہے ایسا نہ ہو کہ یہ بعید تیرا کھلے اور ہر جہاں اُس کا اوکوں میں بڑے تجھے ایسی حکمت سکھا دیتا ہوں کہ جیسے ایک گیدڑ نے کسی سوداگر کی کوسٹا تھی۔ کہ اُسکے سبب وہ رسوائی سے بچ رہی تھی غصہ نے پوچھا کہ اس کی کہانی کیونکر ہے بیان کر۔ حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی شہر میں ایک گھنٹہ نہایت عاید شان اور دولت مند تھا۔ اور عیاں اُسکا کر میٹر اور بد شکل اور احمق تھا جب وہ لڑکا بالغ ہوا تب اُسکے باپ نے کسی سوداگر کی بیٹی سے بیاہ کر دیا وہ لڑکی نہایت خوبصورت اور ہوشیار اور عقل مند گانے بجانے میں بھی نہایت شگوار تھی۔ اتفاقاً وہ عورت کسی رات اپنے کوٹھے پر بیٹی تھی۔ اور ایک شخص دروازے کے نیچے خیال کا رہا تھا۔ عورت کا دل سنتے ہی آواز دیا اُس کی آگیا اپنے کوٹھے سے اُتر اُس کے پاس جا کر کہنے لگی۔ کہ اے شخص میرا خاوند نہایت بد صورت اور احمق ہے تجھ سے ہوسکتا ہے۔ کہ اپنے ساتھ مجھے کسی ملک کو لے نکلے جب تک میں جیتی رہوں گی تیری فرمانبرداری کروں گی۔ سزا کار اُس نے بھی اُس کی یہ بات قبول کی اُسی گھڑی اُس کو اپنے ساتھ لے کر جنگل کی ماہ لی تو بڑی دور جا کر ایک تالاب کے کنارے پر کسی درخت کے نیچے دونوں آپس میں لپٹ کر سوئے بعد ایک گھڑی کے وہ مرد جوان چونکا اور اُس عورت کے بدن کا تمام زور راہا لیا اور آپ چلتا ہوا نظر آیا اس عرصے میں کہیں اُس نے بخت کی جو آنکھ کھلی تو نہ بدن میں گھنا دیکھا اور نہ لیستر پر پیار پایا تب اُس کی یقین ہو کہ اُس دعا باز نے مجھ سے دعا کی پھر پشیمان ہو کر کہنے لگی کہ یا اہلی معاف کر مہری تقصیر میں نے جو کیا سو پایا اتنے میں صبح ہو گئی تب اُسی تالاب کے کنارے منتظر ہو کر جا کر مری ہوئی کہ ایک گیدڑ نے جس میں ایک ہڈی تالاب کے کنارے ایک پھل جو دیگی تو بڑی منہ سے پھینک دی اور اُس پر دوڑا پھل اُسے دیکھ کر نہیں ڈوب گئی تب وہ گیدڑ اُس ہڈی کو لینے آیا تو اُسکو بھی نہ پایا کیونکہ اُسے کُٹا

یہ لگیا تھا اس اجرے کو دیکھ کر وہ عورت خوب ہنسی اور کہنے لگی کہ کیا خوب شل مشہور ہے جو آدمی کو چھڑو کر ساری کو جائے تو پھر ساری لئے نہ آدمی پائے یہ سن کر اُس عید نے پوچھا بی تو کون ہے جو اُس وقت جنگل میں ایسی اس تلاب پر کھڑی ہے اُس نے لہنا مناسب احوال اُس شخال سے کہا اُس کو اُس کے حال پر رحم آیا اور کہنے لگا کہ بی بی کچھ اندیشہ مت کر ملاح یہ ہے کہ اب تو یہاں سے دیوانوں کی طرح ہنستی اور روتی اپنے گھر چلی جا جو تجھے اس حال سے دیکھ کر گرجم کرے گا اور کچھ نہ کہے گا آخر اس رندی نے موافق اُس کی تدبیر کے اپنا احوال بنایا اور وہیں سے دیوانوں کی طرح شور و غل کرتی ہوئی اپنے گھر گئی اُس جیلے کے باعث کسی نے اُس کو بڑا نہ جانا بلکہ ہر ایک اُس کو دیکھ کر کڑے لگا طوطے نے یہ کہانی تمام کر کے غصہ سے کہا کہ یہ صفت اچھا ہے بلکہ اور اپنے معشوق سے مل کچھ اندیشہ نہ کر خدا نہ کرے اگر کوئی مشکل تیرے آگے آجی تو ایک ایسا جلد سکھا دوں گا کہ وہ مشکل آسان ہو جاوے گی اور تیری حیرت رہی تجھ نے یہ سستے ہی جا کا جادے کہ اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی جانا اُنکا اس روز بھی خوف بہت بڑھ پڑی اور بڑے لگی خرم سات کا سچ ہوا نہ خواب مراد نہ ملا صبح آفتاب مرا

**تیر ہوئے استان شیر اور برہمن کی کہ برہمن صبح کر کے جان سے مارا گیا**  
جب سورج چھا اور شام ہوئی تجھ سے بیقرار دل کی سی صورت بنائے طوطے کے پاس نصحت لینے گئی۔ اور کہنے لگی کہ اے طوطے معلوم ہوا تجھے میرے درد کی خبر نہیں چھی میری باتیں پاؤا دیتا ہے اور ادھر ادھر کی جھوٹ سیحہ قہ کہانی سناتا کرتا ہے نہیں جانتی کہ تجھے اس سے کیا حاصل ہے طوطے نے کہا کہ اے کہ باوجود اسے جانتا ہوں کہ تو جلد کہیں اُس کے پاس جلائے اور اُسے گھٹے سے لگا دے تو آپ ہی نہیں جانتی اور دیر کرتی ہے اس میں میری کچھ تعمیر نہیں فرما دیوں آپ کی خوشی ہے مجھے قتل کیجیے، پر غی تو ہے ہی کہ میری کچھ خطا نہیں، خیر اب شتاب جاو اور اُس سے ملاقات کر کے جلد پھر آپ یہ یاد رکھا کہ آپ کسی چیز کی طرح نہ کرنا کیونکہ لالچ بہت بڑی بلبلے اگر طرح کریگی تو تیرا بھی ویسا ہی حال ہوگا جیسا کہ اُس برہمن کا ہوا تھا غصہ نے پوچھا کہ اُس کی نقل کیونکر ہے بیان کر:-

حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی شہر میں ایک برہمن نہایت مالدار تھا اتفاقاً وہ مفلس ہو کر اور کسی ملک میں مال پیدا کرنے گیا ناگہا کسی روز ایک جنگل میں جا پہنچا اور تالاب کے کنارے پر دیکھا کہ ایک شیر بیٹھا ہے اور ایک لومڑی اور ہرنی اُس کے آگے کھڑی ہے یہ برہمن متفکر ہو کر ڈر کے مائے وہیں کھڑا ہو رہا کہ یکایک لومڑی اور ہرنی کی نظر اُس پر جا پڑی تب آپس میں سوچا کہ یہ بولیاں بولنے لگیں کہ اگر اُسکو شیر دیکھ گیا تو مار ہی ڈالے گا ایک ایسی مصلحت کیجی کہ جسکے باعث ہی اُسکو وہ مارے



بلکہ انعام دے یہ بات ٹھہرا کر شیر کو دعائیں دیکر کہتے گئیں کہ سخاوت آپ کی یہاں تک مشہور ہوئی ہے کہ آج ایک برہمن کچھ مانگنے آیا ہے اور ہاتھ باندھے سامنے کھڑا ہے شیر نے سر اٹھا کر دیکھا اور خوش ہو کر اُس برہمن کو اُسے بلایا اور نہایت رحم کھایا غرض ندو زلیور اُن لوگوں کا کہ جنہیں مارا تھا سب اُس برہمن کو بخشا اور دہربانی سے رخصت کیا تب وہ برہمن بہت سال لیکر گھر گیا اور مرے سے گزارش کرنے لگا ہوا ایک مدت کے پھر واپس ہوا تو وہ برہمن اجل گونڈ پھر اُسی شیر کے پاس گیا اس وقت اس کے سامنے بھڑپے اور کتے کھڑے تھے اُس برہمن کو دیکھتے ہی خوش ہوئے اور شیر سے کہنے لگے کہ یہ آدمی کتنا شوخ اور ڈھیٹ ہے کہ آپ کے بے طلب کئے ہوئے دوبروا آتا جاتا ہے اور خطرہ اپنی جان کا نہیں کرتا۔ اس بات کے سنتے ہی شیر آگ ہو گیا اور اپنی جگہ سے اُچھل کر ایک ہی طمانچہ سے اُسکا کام تمام کیا طحطی نے یہ نقل تمام کی اور کہا کہ اسے خجستہ اگر وہ برہمن لایا نہ کرتا تو جانے کیوں مارا جاتا یقین ہے جو لایا کر لگا سولہ ماہیں پڑ گیا بغیر اس پہر رات باقی ہے جلد جا اور اپنے معشوق سے مل اور اتنی رات عیش و عشرت میں بسر کر خجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جاوے اور اُسے گلے لگائے اتنے میں پو پھٹی اور صبح ہوئی مرغ نے ہانگ دی۔ جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ بیت پڑ ہے اور بٹنے لگی بلیت

وصل کی شب کو کیوں گمواتی ہے ، اسے سحر کس لئے تو آتی ہے ۔

### چوہ ہول داستان کہ بلی چوہ ہول کو مار کر منفعیل ہوئی

جب سورج چھا اور چاند نکلا ب جحشہ گلزار جوڑ پہن اور کہنے پائے سے اپنے میں آراستہ کر طوطے پاس رخصت لینے گئی اور اُسے متفکر دیکھ کر کہنے لگی کہ اے جی کے خوش کرنے والے آج کیوں غمگین ہے اور اس قدر کیوں اندیشہ کرتا ہے طوطا کہنے لگا کہ اے کہ بانو مجھ کو تیرا غم ارے ڈالتا ہے اور یہی اندیشہ کھائے جلتا ہے۔ کہ تو ہر ایک شب میرے پاس رخصت لینے آتی ہے اور میری باتوں میں صبح ہو جاتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یکایک تیرا خاندان جاوے۔ اور تو نہ جاسکے اور نہ جانے کے باعث پشیمان ہو مانند اُس بلی کے کہ جس نے چوہ ہول کو مار کر افعال کھینچا خجستہ نے یہ سنتے ہی کہا کہ اے طوطے چوہ بلی کی خوراک نفی تعجب ہے کہ بلی چوہ ہول کے مارنے سے پشیمان کیوں ہوئی۔ کچھ اس کا بھید میں نہ سمجھی بیان کر۔

حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی بیابان میں ایک شیر ایسا بوڑھا رہا کرتا تھا کہ بڑھاپے کے باعث اُسکے فانتوں نے جڑیں چھوڑ دی تھیں اگر وہ کبھی کچھ گوشت کھاتا تو ریشہ اُسکا دانتوں میں اٹک رہتا۔ اور اُس جگہ میں چوہ بھی رہتے تھے جب وہ شیر رات کو سوتا تب ہر ایک چوہ آ کر اُس کے



مسوڑھوں سے ریشہ گوشت کا کھینچتا اور وہ گوشت نکال کر کھاجاتا اسی سبب سے اُس کو اذیت ہوتی  
 اور وہ چونک چونک پڑتا آخر اُس نے اور اور جانوروں سے کہا کہ تم کچھ ایسی تدبیر کرو کہ یہ چوبے مجھے  
 تکلیف نہ دیں اور میں چین سے سویا کروں تب عمر می نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ حضرت سلامت ملی آپ کی  
 خاص رعایت ہے اُسکو پاس بانی کی خدمت دیجئے اور آپ منے سے تمام رات آرام کیجئے یہ بات لومڑی  
 کی شیر کو خوش آئی اور ملی کو بلو اگر خدمت کو توالی کی دی وہ اپنی خدمت پر مستعد ہوئی چوہوں نے ملی  
 کو دیکھا تو جنگل کا راستہ پکڑا تب شیر نے اپنی خاطر خواہ رات کو آرام کیا اور ملی کو سرفراز فرمایا پر وہ ملی  
 اپنی دامانی سے اُن چوہوں کو دوسری سے دھمکا یا کرتی اور کبھی کسی کو پکڑ کر نہ کھاتی کیونکہ یہ جانتی تھی  
 کہ انہیں کی بدولت مجھ کو یہ خدمت ملی ہے اگر ان کو کھاجاؤں گی تو شیر کو مجھ سے کچھ سہوکار نہ رہیگا  
 اور خدمت چھین لیگا۔ اس بات کو سمجھ کر وہ اپنے اوپر فاقہ قبول کرتی اور اُن میں سے کسی کو نہ کھاتی  
 ایک دن خدانے اُس کی عقل گنوائی کہ وہ اپنا بچہ بھی شیر کے پاس لائی اور ہاتھ باندھ کر عرض کرنے  
 لگی کہ آج میں کسی کام کو کہیں جاتی ہوں اگر حکم ہو تو اپنے بچے کو چھوڑ جاؤں کل صبح کو پھر حضور میں  
 حاضر ہوں گی۔ یہ بات اُس کی شیر نے پسند کی اور اپنی خوشی سے رضاد دی ملی اپنے کام کو گئی اور  
 یہاں اُس بچے نے جس جیسے کو دیکھا اُسے مار ہی بیا عرض ایک سال دن میں سب کا کام تمام کیا  
 دوسرے دن صبح کو ملی نے جو آکے دیکھا تو ہر ایک چوبے کو مویا یا یا تب اپنا سر پیٹ کر کہنے لگی کہ اے  
 بد بخت یہ کیا کیا جو تمام چوبے مار ڈالے انہیں کے سبب سے میری حرمت تھی تب بچے نے کہا تم نے  
 کس واسطے چلتے وقت مجھ کو منع نہ کیا حاصل کلام یہ ہے کہ وہ بچہ تائی اور پشیمان ہوئی یہ خبر شیر کو پہنچی  
 کہ اس جنگل میں چوبے کا نام نہیں تب ملی کو اُسے جواب دیا اور کو توالی سے معزول کیا طوطے نے یہاں  
 تمام کر کے کہا کہ اے کد بالو تو نہایت کاہلی کرتی ہے کہ اتنی دودھ نہیں مانی اور ہر ایک بات مفت ہی گنوائی  
 ہے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تیرا شوہر نہ آجائے اور اُسی ملی کی طرح تو بھی خفیف ہو جتے نہ یہ سنتے ہی  
 چاہا کہ جائے اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے ہانگ دی جانا اُسکا اُس روز بھی یوقوف رہا تب یہ  
 بیت پڑی اور سنے لگی بدیت وصل کی رات مفت کوئی ہے۔ اسے سحر کس لئے تو ہوتی ہے +

**پندرہویں داستان شاہ پور میں لڑکی کی کہ اپنی قوم پر ایذا پہنچانے سے پشیمان ہوا**

جب سورج چھا اور چاند نکلا جتہ لپڑے بدل اور بیت ساہن پلن طوطے نے اُس رخصت کیے تھی  
 اور کہنے لگی کہ اے طوطے میں تجھے بہت غافل جانتی ہوں اور تیری مصلحت نہایت نیک سمجھتی ہوں۔ لیکن  
 مجھے کچھ تجھ سے حاصل نہیں ہوتا کوئی تدبیر نہیں بتانا کہ جس کے باعث اُس کے یوں اور اپنے مقصد کو

پنچوں اگرچہ اس کام میں ہر ہوتی ہے طوطا بولا اے بختہ میں اسی تدبیر میں ہوں تو خاطر جمع رکھ کہ میں تجھے تیرے یار کے پاس پہنچانے دیتا ہوں اسی بی غافل اُسے کہتے ہیں جو اپنا آغاز و انجام نہ سمجھتا ہو اور جو اپنے نیک و بد پر نظر نہیں رکھتا ہے وہ آخر پشیمان ہوتا ہے جس طرح سے کہ شاہ پور نے اپنی قوم کا کہنا نہ مانا اور شرمندہ ہوا بختہ نے پوچھا کہ شاہ پور کون تھا اُس کا قصہ کیوں کر ہے بیان کر۔

حکایت طوطا کہنے لگا کہ عرب کے ملک میں ایک گہرا کنواں تھا اور اُس میں بہت سے مینڈک تھے شاہ پور نام ایک مینڈک اُنکا سردار تھا جب وہ مینڈکوں پر بہت ستم کرنے لگا تب وہ سب گھبر گئے اور اُس میں شور مچا کر کہنے لگے کہ تم اُسکے ہاتھ سے عاجز آئے ہیں اس کو موقوف کر کے ایک مینڈک کو اپنی قوم سے سردار کیجئے یہ بات مقرر کر کے اُن مینڈکوں نے اُس کو تبدیل کیا اور دوسرے کو سردار کیا وہ وہاں سے ناچار ہو کر ایک سانپ کے بل کے پاس گیا اور آہستہ آہستہ لپٹے لگا سانپ نے بل سے سر نکالا اور مینڈک کو دیکھ کر ہنسا اور کہنے لگا کہ اے احق تو میرا کھانا ہے کیوں اپنی جان بچنے میرے پاس آ رہا ہے مینڈک نے کہا کہ میں اپنی قوم کا سردار ہوں اور فلاں کنویں میں رہتا ہوں تمہارا پاس اپنی قوم کی فریاد لایا ہوں کہ داد پاؤں اور یہودی کو پنچوں سانپ بہت خوش ہوا اور اُس کو لاسا دیکھتے لگا کہ وہ کنواں مجھے دکھائے کہ میں وہاں جاؤں اور تیرا بدلہ اُن سے لوں آخر سانپ اوفیلہ یا ہم اُس کنویں پر چا پہنچے اور اُسکے اندر اُتر گئے سانپ جب کتنے دنوں میں اُن مینڈکوں کو کھا چکا تب اُس سے کہنے لگا کہ آج میں نہایت بھوکا ہوں کچھ ایسی تدبیر کر کہ جس سے میرا پیٹ بھرے تب شاہ پور ڈرا اور نہایت پشیمان ہوا کہ میں نے یہ کیا کیا کہ اس سانپ سے مدد چاہی اور برادری کو برا دیکھا خیر اب جو ہوا سو ہوا یہ کہہ کر سانپ نے کہا کہ اب آپ اپنے گھر کو سدھائیئے سانپ نے کہا کہ میں تجھے تنہا چھوڑ کر نہ جاؤں گا تب شاہ پور نے کہا کہ ایک اور کنواں یہاں سے بہت نزدیک ہے اور اُس میں بہت سے مینڈک رہتے ہیں اگر کہو تو اُن کو بھی کسی کمرو فریب سے یہاں لے آؤں۔ یہ بات سانپ نے بہت پسند کی اور اُسے رخصت کیا عرض وہ مینڈک اس بہانے سے اُس کنویں میں سے نکلا اور کسی تالاب میں جا کر چھپ رہا آخر سانپ کئی دن اُس کی راہ دیکھ کر کنویں میں سے نکلا اور اپنے گھر چلا گیا۔ طوطے نے یہ قصہ تمام کر کے کہا اے بختہ اب دیر مت کر شتاب جا اور اُس سے مل جو میں اُس نے چاہا کہ جائے اتنے میں صبح ہوئی اور فجر کے جانور بولنے لگے۔ جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف رہا تب اس شعر کو پڑھو کہ آنکھوں میں آنسو بھر لائی۔ ششہرا ہمد م ہم تو ہو گئے آخر دم میں مثل شمع سحر جو میں اُسکے منہ سے نکلا صبح ہوئی اب اٹ نہیں

## سولہویں داستان کہ سیاہ گوش نے مکر سے ہند کو ہلاک کروا دیا اور اپنی تیز فہمی سے شیر کا مکان لے لیا

جب آفتاب چھا اور مہتاب نکلا جستہ کپڑے بدل گئے تھے منہ بنا کے اور تیوری چڑھا کے رخصت لینے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ اے طوطے میں ہر ایک شب تیرے پاس رخصت لینے آتی ہوں اور حالت اپنی بے قراری کی دکھاتی ہوں کچھ کہانی سننے نہیں آتی ہوں جو تو ناحق میرا سفر بھرا لے اور جھوٹ موت کے قفسے بنا تا ہے مثل مشہور ہے کہ سخی شہر بھلا جو ترستے جواب طوطا بولا کہ لے کہہ بانو میری بات سے کچھ تیرا نقصان نہ ہوگا۔ بلکہ ہر ایک سخن فائدہ بخشنے لگا۔ بہتر یہ ہے کہ آج جلدی جا اور اپنے محشوق سے ملاقات کر۔ اگر کوئی دشمن وہاں پہنچے اور تجھے شرمندہ کرے تو تو بھی سیاہ گوش کی طرح کرے ایک جھلکنا اور اپنی بات بنانا جستہ لے پوچھا کہ اُس سیاہ گوش کی کہانی کیوں کر ہے بیان کر۔ حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی جھل میں ایک شیر رہتا تھا اور ایک ہند اُس کا صاحب تھا اتفاقاً شیر کا مکان کو چلا اور ہند کو اپنی جگہ پر بٹھا کر کہنے لگا جب تک میں یہاں نہ آؤں تب تک تو اس مکان سے خبردار رہنا اور کسی کو آئیں نہ آنے دینا بعد کئی دن کے ایک سیاہ گوش نے اُس مکان کو لے لیا اور وہیں رہنے لگا اس واسطے کہ وہ مکان نہایت اچھا تھا۔ تب ہند نے کہا کہ اے سیاہ گوش یہ مکان شیر کا ہے تیری کیا قدرت کہ تو یہ حکم اس کے یہاں رہے یہ بات اچھی نہیں تب سیاہ گوش نے جواب دیا کہ یہ مکان میرے باپ کا ہے میں نے اپنے باپ کی میراث میں پایا ہے تجھے خبر نہیں اور اگر یوں بھی ہے تو تجھے کیا آگ جانے لوہا ر جانے اور دھونکنے والے کی بلا جانے یہ بات سنکر ہند چپ رہا اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ مجھے کیا جو کوئی چھپا کرے گا دلیا پاوے گا۔ پھر سیاہ گوش کی مادہ نے کہا کہ بہتر ہے کہ اس جگہ کو چھوڑ دوں کیونکہ شیر کی برابری وہ کرے جو اپنی جان دیوے تب سیاہ گوش نے کہا کہ اے مادہ جو وقت وہ یہاں آئے گا میں ایک جملہ کر کے اُس کو اس جگہ سے ہمال دوں گا تو خاطر جمع رکھو کہ پردہ نہیں القصد بعد کئی دن کے شیر کے آنے کی خبر معلوم ہوئی ہند پیشوائی کے لئے گیا۔ اور سیاہ گوش کے احوال سے آگاہ کیا اور کہا۔ میں نے اُس کو منع کیا تھا کہ اس مکان میں رہ نہ کیونکہ یہ شیر کے رہنے کا مکان ہے اگر تو یہاں رہیگا تو تیرے حق میں یہاں کا رہنا نہایت بڑا ہے۔ تب اُس نے یہ جواب دیا کہ یہ مکان میں نے اپنے باپ کے دیئے ہیں پایا ہے۔ کچھ شیر کے دادے کا نہیں ہے جو چھوڑ دوں۔ اور آپ جگہ کی خاطر جان پھروں۔ یہ سن کے اُس نے کہا کہ اے موزی اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سیاہ گوش

نہیں بلکہ مجھ سے بھی زیادہ قوت رکھتا ہے جو ایسی بید مہرکات کہتا ہے میں نے سیاہ گوش کی قدرت کیا جو  
 میری جگہ چھینے تب اُس نے کہا کہ نہ صاحب مجھے اپنے خدا کی قسم وہ اجل گرفتہ سیاہ گوش ہے کوئی جانور  
 جسے طاقتور نہیں اگر اُس پر آپ کی ایک خدا بھی آنکھ پڑے گی تو اُسکی جان ہی نکل جائے گی آپ  
 چل کر اُسے دیکھئے میں اتنا بیوقوف نہیں ہوں جو آپ سے کچھ کا کچھ کہوں تب اُس شیر نے کہا کہ اے  
 بند خدا بد رخص ہے یہ کیا کہتا ہے اکثر جانور ایسے ہیں کہ وہ دیکھنے میں چھوٹے اور شجاعت اور قوت میں  
 مجھ سے بڑے ہیں۔ شاید اُنہیں میں سے وہ بھی ہو۔ یہ کہہ کر ڈرنے ڈرتے اپنی جگہ کی طرف چلا  
 اور سیاہ گوش بھی اپنی مادہ سے اُس کے بہو بچے سے پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ جس وقت اس جگہ شیر  
 پہنچے تو اپنے بچوں کو رُلا دینا اور اگر میں پوچھوں کہ کیوں بڑے ہیں تو تو کہنا کہ آج یہ تازہ گوشت  
 شیر کا مانگتے ہیں۔ باسی نہیں کھاتے القہد جب شیر اُس مکان کے قریب پہنچا تو بچوں نے  
 رونا شروع کیا سیاہ گوش نے پوچھا کہ یہ کیوں شور مچاتے ہیں۔ مادہ نے کہا کہ یہ بعد کے سیاہ گوش  
 بولا کہ میں نے کل ہی اتنا گوشت شکار کیا تھا اُس میں سے کچھ باقی نہیں، تب اُس کی مادہ نے  
 کہا جتنا بچا تھا سو وہ رکھا ہے پر یہ تازہ مانگتے ہیں تب اُس نے بچوں سے کہا کہ تم قدرے  
 دم لو اور خاطر جمع رکھو میں نے سنا ہے کہ آج اس جنگل میں بہت بڑا شیر آیا ہے۔ اگر یہ سچ  
 ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ ابھی میں اُسے مار لاتا ہوں اور تمہیں مزے سے پیٹ بھر بھر کھلاتا  
 ہوں شیر اس بات کے سنتے ہی بے اختیار جی چھوڑ کر بھاگا کہ ہمیں ایسا نہ ہو کہ سچ جمع مجھے کھلے اور  
 اپنے بچوں کے تئیں کھلائے اتنا سمجھا کہ سیاہ گوش ہے اور بند سے کہا کیوں میں نہ کہتا تھا کہ وہ سیاہ  
 نہیں بلکہ کوئی جانور اور ہے جس نے میرا گھر چھین لیا ہے بند نے کہا اے شیر وہ تجھے فریب دیتا ہے  
 ڈر کہ نہایت کمزور اور چھوٹا ہوا ہے شیر میرے ٹکر اپنے ٹھکر کے پاس آیا اور سیاہ گوش کی مادہ نے پھر اپنے  
 بچوں کو رُلا یا تب اُسکے زرنے پر چھا کہ اب کیوں بچے غل مچاتے ہیں کوچپ کر اؤ البتہ آج شیر کا گوشت  
 میرے ہاتھ لگے گا کیونکہ ایک بندر میرے دوستوں میں ہے وہ مجھ سے اقرار کر گیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ  
 میں آج کسی نہ کسی طرح سے شیر کو تیرے پاس لے آتا ہوں یقین کر کہ وہ اُسکو کسی فریب سے لاویگا۔ ایک دم توقف  
 کر اُنکو سمجھا ہے کہ یار کرمت بدو کہ وہ آواز سنکر ادھر نہ آویگا شیر نے جونہی یہ بات سنی وہیں اُس بندر کو چیر  
 ڈالا اور بھاگ گیا پھر اُدھر منہ نہ کیا طوطے نے یہ کہانی تمام کر کے کہا کہ اے مجھ سے آج ساعت نیک اور  
 اچھی ہے اور وقت نیک، نو جلدی جا اور نے معشوق سے دل جستہ بستی ہی اُٹھی اور جا ہا کہ جاوے اُننے  
 میں سچ ہوئی اور مرغ نے بانگ دی۔ جانا اُسکا اُس نوز بھی رفوف رہا تب یہ پیر پڑھی اور ابیدہ ہوئی

بدعت اپنے جانے کا والے کو نہ ہے رات کو ڈوب دیکھے کیسی بنے آن پڑی بات ربے دھب  
 ستر ہوئی استان زیر ریشمی ہاف کی کر اسکی قسمت موقت کی چار سو گھر میں مل گیا  
 جب آفتاب چھا اور دہتاب نکلا محنت بعد پھر رات کے غامی پوشاک پہن اور اچھے جاہر سے بن سخن طوطے  
 کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی اس طوطے ایک ت سے میں تیری نصیحتیں مانتی ہوں اور باتیں سنتی  
 ہوں لیکن مجھے کچھ دوستی سے حصول نہ ہوا طوطا بولا اے کیا تو جوھر پر کیوں غضب ہوتی ہے میں تو یہ  
 شب ترغیب دیتا ہوں کچھ میری خطا نہیں تیری قسمت بڑی ہے جو تجھ سے بڑائی کرتی ہے جس طرح  
 سے زریہ کے طالع نے نہر سے موافقت کر لی محنت نے پوچھا اسکی نقل کیونکر ہے بیان کر:-  
 حکایت طوطا کے لگا کسی شہر میں زیر نامی ایک شخص ریشمی کپڑے بنا کر تھا اور ایک دم اس کام  
 سے ہانڈ نہ اٹھاتا تھا لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا اور موٹا کپڑا بننے والا اسکا ایک دوست تھا ایک دن  
 وہ اس کے گھر گیا اور اسے دیکھا گھر اسکا زراور زلیور اور مال واسبب دولت مند کی طرح بھر رہا  
 حیران ہوا اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ میں کپڑا لالین دولت مند کے اور قابل بلو شاہوں کے بنتا ہوں  
 کیا سبب ہے کہ مجھے روٹی بھی میسر نہیں اور اس گندہ ہاف نے اتنی دولت کہاں سے پیدا کی اس شخص  
 میں اپنے گھر آیا اور اپنی جود سے کہنے لگا کہ میں اب اس شہر ناپسند میں رہوں گا کیونکہ یہاں کے لوگ میری  
 قدر نہیں جانتے اور میری کاریگری کو کوئی نہیں سمجھتا۔ لازم ہے کہ کسی اور شہر میں جاؤں کہ وہاں میرا  
 کسب چمکے بیت میں اب شہر ہنگامہ میں جاؤں گا، زرا نقد اُن سے کہا اوّل گا۔ پس نکرا اسکی عدت  
 مسکرائی اور یہ بیت پڑھنے لگی بدیت یہی بخت گریاں سے لجاؤ گے۔ تو کہا خاک وال سے کہا لاؤ گے  
 پھر سمجھانے لگی کہ اپنے شہر کو چھوڑنا مناسب نہیں ہے کہیں مت جا جو تیری قسمت میں ہے سو میں ملیگا  
 اور اس سے زیادہ کہیں و ملیگا الفقہ اس نے کسانہ نا کسی طرف چلا گیا اور ایک شہر میں جا پہنچا مدت  
 تک وہاں اپنا کسب کرتا رہا جب بہت سادہ پیہ پیدا کیا تب گھر کی راولی ایک بات کہیں جانے کے اُترا اور  
 آدھی رات تک جاگا اُترتا ہے فیند کے سو گیا کہ ایک چمڑا آیا اور فیلی پولوں کی لیگیا زبیدی بھی چمڑا اور اس  
 کے پیچھے موڑا جب اسکو نہ پکڑا سکا تب لٹھا پھر اُسی شہر میں گیا جب بہت سادہ پیہ پھر جمع کیا تب گھر کو  
 روانہ کیا پھر رات آگئی کسی جگہ اُترا اور مال کی ہرچہ احتیاط کی لیکن اسکو بھی چور لیگیا تب اُس  
 غریب نے اپنے جی میں کہا کہ زریہ کی قسمت میں نہیں ہے اس سبب سے چور لے جائے آخر حال یہ تھا کہ اپنے  
 گھر گیا اور احوال اپنا جو دے کہا اس نے جو ابدی کہ میں نے تجھے پہلے ہی کہا تھا کہ نصیب کے سوا کسی جا  
 کچھ نہ پاؤ گا کہنا میرا تو نے نہ سنا اور میرا بھلا کیا فائدہ پایا۔ زریہ شرمزہ ہوا طوطے نے یہ قصہ نام

کر کے نجات سے کہا اب دیر مت کر جا اپنے معشوق کو گلے لگا نجات نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جاوے  
اور اُسے اپنے سینے سے لگا لے اتنے میں فجر ہوئی اور سورج نے بانگ دی جانا اُس کا اُس روز بھی  
موقوف رہا تب یہ بیت پڑھ کر رونے لگی بیت شب اسید ہو گئی آخر اُس روز فرقت نے پھر دکھا یا منہ

**اٹھا ہوں اس تن چار یاوہی کہ ایک اپنی نادانی سے پشیمان مجھ کے گھر بیٹھا**

جب سوخت چھپا اور چاند نکلا نجات باسینہ پر سوخت ختم کیا اہیں بھرتی ہوئی طوطے کے پاس لئی اور  
کہنے لگی اے سیر پوش طوطے میں عشق سے غم سے موتی جاتی ہوں اور تو ہر ایک شب میری نصیحت اور  
گفتگو میں کھو نہ تیرے فراق نصیحت کی باتیں نہ مجھ کو سناؤ میں عاشق ہوں مجھ کو نصیحت سے کیا بھلا  
کہنے لگا اے نجات یہ کیا کہتی ہے دوستوں کی بات ماننا چاہیے کیونکہ جو کہنا دوستوں کا نہیں ماننا وہ  
خراب موت ہے اندیشہ مانی کھینچتا ہے جس طرح سے ایک شخص نے دوست کا کہنا نہ مانا افسوس مانا ہوا  
نجات نے کہا میرے ایسے طوطے میں تیرے صدقے وہ کونسی نقل ہے بیان کر۔

حکایت طوطا بولا کہ کسی شہر ہر ہار مار دار تھے اتفاقاً وہ چاروں مغلس ہو کر ایک حکیم کے  
پاس گئے اور ہر ایک نے اپنا اپنا احوال اُس کے آگے ظاہر کیا تب حکیم کو اُسے اور چاروں کا اور ایک ایک  
کھینچا اور چاروں کو دیکھ کر کہا کہ یہ ہر ایک اپنے اپنے سر پر دکھ لوار چلے جاؤ جسکے سر پر جگہ گرے  
وہ اُس جگہ کو کھوے جو اُس میں ٹکے وہ اُسکا حق ہے آخر وہ چاروں ہر ایک ہر اپنے سر پر رکھ کر ایک طرف  
کو چلے جب کئی کوس گئے ایک کے سر پر گر کر اُسے جو اس جگہ کو کھو دیا تو تانا کھلا اُس نے ان تینوں  
سے کہا کہ میں اس تانے کو سونے سے بہتر سمجھتا ہوں اگر تمہارا جی چاہے تو میرے ساتھ یہاں رہو انہوں نے  
کہنا اُس کا نہ مانا اور آگے بڑھے تھوڑی دیر گئے تھے کہ پھر دوسرے کے سر پر گر کر اُسے جو زمین کھوئی تو  
رچینہ نکلا تب اسے ان دونوں سے کہا کہ تم میرے پاس رہو یہ پیر بہت ہے زندگی گزر جائیگی اسکو لینا  
ہی سمجھو انہوں نے اُسکا کہنا مانا اور آگے بڑھے کہ تیسرے کے سر پر گر کر اُسے جو زمین کھوئی  
تو سونا نکلا تب خوش ہو کر چلتے سے کہنے لگا کہ اس سے اب کوئی چیز بہتر نہیں جانتے میں اب ہم تین ہیں  
اُسے کہا میں مگر جاؤنگا تو جو اہر کی کھان باؤنگا یہاں کیوں رہوں یہ کہہ کر آگے چلا تیس ایک کوس کے  
پہنچا تب اُس کا بھی ہر گر کر اسی طرح جو اُس نے بھی جگہ کھوئی تو لوہا نکلا حالات دیکھ کر نہایت شرمندہ ہوا اور  
اپنے گھر میں کہنے لگا کہ میں نے کیوں سے لکھ چڑا اور اپنے دل کا کہنا نہ مانا ہے فراق نے دوست کا جو نہیں مانتا  
وہ غالب پشیمان میں چھلنے اُس نے یہ کوئی ذکر اُس شخص کے پاس گیا جس نے سونے کی کان نکالی تھی وہاں  
اُس کو نہ پایا وہ سونا اٹھا آیا تب تیسرے کو لے کر آگے چلا گیا اُس کو بھی نہ پایا وہاں کے تانے والے کے پاس گیا جس نے

تب اپنی قسمت کو رد کیا اور کہنے لگا کہ زیادہ قسمت سے کوئی نہیں پاتا وہ پھر حکیم کے گھر گیا اُسے بھی دِلش پایا  
تب وہ بیچارہ نہایت پشیمان ہو کر یہ شعر پڑھنے لگا شعر اُس سے کہیے کہ کیا کیا کہنے ہو کیا سوڑا کیا ہم نے  
جب یہ کہانی طوطے نے غلام کی تب غصہ سے کہا جو دوستوں کی بابت نہیں اتنا وہ ایسا ہی پشیمان ہوا دیکھا پھر  
اب جا اور اپنے معشوق کو گلے لگا اور مزاجوانی کا اظہار سن سننے ہی غصہ نے چا اٹھ چلوں میں صبح ہوئی اور  
سُرخ نے بانگ لگائی کہ ذرا اپنے حبيب حال پڑھی اور رو دی فرمے شب میں جلد اسے تو کہہ دو فرقت کچھ ستا رہی  
**اُمیتو داستان کہ ایک لیدر زبان کو زنگین کے گھر نیل کی مٹھکھوٹیں کر سیا ہو گیا تھا**

جب دن گزرا اور رات آئی تب غصہ رخصت لینے طوطے کے پاس آئی۔ ادا اُسے متفکر دیکھ کر کہنے لگی کہ  
غفلت طوطے تو کس واسطے غم کھا تا ہے اور کیوں چپکا بیٹھا ہے طوطے نے کہا اے غصہ تو بڑے گھر کی بیوی کیل  
ہے اور نہیں معلوم کہ معشوق تیرا تجھ سا ہے یا اور کسی قوم سے ہے اگر تجھ سا ہے تو اُس سے ملنا معنائے نین  
اور نہیں تو اُس پر ہیز کرنا بہتر ہے۔ دوہلا۔ اُم سے اُم لے لے نیچ سے نیچ پانی سے پانی لے لے کیچ  
سے کیچ، فرد کو تیرا بکبوز باز باز نہ کن، تجھس با تجھس پرواز مار، غصہ نے کہا اے محرم رازیو تو مجھ سے پر  
میں احوال اُسکا کینو میان کروں۔ طوطا بولا کہ عیب نہنر آدمی کا زبان سے معلوم ہوتا ہے تو غایب گید  
یقین نہیں سنا غصہ نے کہا کہ اے شیریں سخن وہ کینو کو ہے کہ میری جان جو کیلے حکایت طوطے نے کہا  
کہ ایک گیدر تھا وہ ہمیشہ شہر میں جاتا اور ہر ایک آدمی کے باسنوں میں منہ ڈالتا تھا چھوٹی پانی فالت  
سے ایک ان کسی نیل گر کے گھر گیا اور اُس کے نیل کے باٹھ میں منہ ڈالتے ہی اُس میں گر پڑا اور تمام  
بدن اُسکا نیلا ہو گیا عرض بہزار خواہی اُس میں سے نکلا اور جنگل کا راستہ پکڑا اور وہاں کے جیواں  
نے اُس زنگ کو کچھ بہتر جان کر سب نے اُس کو بادشاہ کیا اور اُس کے حکم میں بخوبی در آئے  
اور وہ سردار گیدر اس واسطے کہ کوئی آواز اُس کی سن کر نہ بچائے چھوٹے جانوروں کو دربار کے  
وقت اپنے پاس کھڑا کرتا چنانچہ دربار کے وقت اُس قوم کو صف اول میں جگہ دیتا اور بیڑیوں کے دربار  
میں ہرنوں اور بندرلوں کو تیسری میں بھیریلوں کو چوتھی میں شیرلوں کو پانچویں میں ہاتھیوں کو چھٹی میں  
اور کہتا کہ تم سب اپنے اپنے قریب سے حاضر ہو اور شام کو جس وقت گیدر بولے وہ آپ بھی اُن کے  
ساتھ بولتا اسی سبب سے اُس کو کوئی نہ پہچانتا بعد کتنے دنوں کے وہ سردار اُن سب گیدروں پر  
خفا ہوا اور رات کو اپنے پاس سے سر کا دیا اور اُن کی جگہ پر اور جانور درندے بٹائے۔ جو اُس کے  
پاس کھڑے تھے۔ وہ اُس کی آواز پہچان گئے کہ یہ گیدر ہے اور آپ شرمندہ ہوئے اسی  
گھڑی اُسے کانپوئی کہیا کہ کہہ کر طوطے نے غصہ سے کہا کہ اے کد بانو ایک شخص کا عیب نہنر گھٹو گھٹو



اشعلہ کہان لطف فصیح اور طبع ہاں ہمارا ہو پیدا، فغان ناز سے طوطی کی کیا گفتار ہو پیدا، اگر ملک کسی کی اگر  
 مادہ خسو بار ہو اسے عراقی کی پر اُسبیں کا ہو کوز قمار ہو پیدا، اب اپنے معشوق کے پاس جا اور اسے باقیہ  
 کرتا عجیب ہنر اُس کا تجھے معلوم ہو یہ سنتے ہی خجستہ نے چاہا کہ جاے اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے ہلک دہی  
 جانا اُس کی اُس روز بھی معشوق رہا تب پرین پڑنے لگی اور رونے لگی بیت آئے کیا کیا تو نے دسکی ٹیکھو یا تو  
 بیویں اُستان ایک اعرابی نے بشیر نامی ایک شخص سے دوستی خراج کر کے  
 مار پیٹ کھائی۔ اور زندگانی کا حظ بھی اُٹھایا

جب سورج چھا اور چاند نکلا تب خجستہ رخصت لینے گیا اسے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی اے طوطے  
 میں تیرے پاس ہر ایک شب رخصت لینے آتی ہوں یا بیعت سننے جو توجھوٹ سوٹ ادھر ادھر کی باتیں  
 بناتے اور اپنی دانائی دکھاتا ہے کیا خوب اُسکو کیا کر دوں فرم اشک اُسٹا ہوا پھر منبط سے کم رکتا ہے  
 نامحاصل ٹھمری بالیں سے کہ دم رکتا ہے وہ طوطا کہنے لگا اے خجستہ خاطر جمع رکھ اب جلد اپنے پاس سے ہٹ  
 جیسے کہ ایک اعرابی نے پہلے مصیبت اُٹھائی پھر پیچھے راحت پائی بیت اُٹھانا نہیں جب تلک کوئی رنج  
 تولتا نہیں تب تلک اُسکو رنج یہ سخن سنتے ہی خجستہ نے کہا کہ اے طوطے تیرے منہ میں شکر میں  
 داری وہ کیونکر مجھ سے ملے گا کچھ کچھ مثل مشہور ہے آس جیسے نر اسامے حکایت طوطا کہنے لگا کہ  
 کسی شہر میں بشیر نامی ایک جوان خوبصورت رہتا تھا۔ چنانچہ وہ نام ایک عورت صاحب جمال سے  
 اُس نے دوستی کی بعد ایک مدت احوال اُن دونوں کی دوستی کا ظاہر ہوا جب اُس کے خضم  
 نے اپنی جود کو اُس کے سیکے میں لے جا کر رکھا تب بشیر اُس کی جدائی میں دن رات رونا تھا اور  
 اُسی طرح سے آہ و زاری میں اوقات بسر کرتا تھا۔ کسی ایک اعرابی سے کہ وہ قدیم اُس کے دوستوں  
 میں تھا۔ جا کر کہا کہ اے دوست جانی میں چند دے گھر جانا ہوں مگر تو بھی میرے ساتھ چلے تو  
 بہتر ہے کہ لوگ کہتے ہیں ایک اور ایک گیارہ اعرابی نے اُس کا کہنا قبول کیا اور اُس کے  
 ساتھ ہو لیا بعد دو چار دن کے اُس شہر کے نزدیک پہنچ کر بشیر ایک درخت کے نیچے بیٹھا اور  
 اُس اعرابی کو اپنی خبر پہنچانے کے لئے چند دے گھر بھیجا۔ آخروہ شخص اُس کے گھر جا کر چند  
 معشوق بشیر سے کہنے لگا کہ اے چند بشیر نے تجھے سلام کہہ لیا ہے۔ یہ سنتے ہی چند بے اختیار  
 خوش ہو کر کہنے لگی اے شخص تو ابھی جا اور میری طرف سے بھی اُسے سلام پہنچا اور یہ پیغام ہے  
 کہ دات کو تیرے پاس اُس درخت کے نیچے آؤ مگی اور جو کچھ کہتا ہے سوللاقات بروقوت  
 ہے جب لونگی تب کہو مگی۔ آخروہ اعرابی اُسکا پیغام لیکر بشیر کے پاس گیا اور جو اُس نے کہا تھا

سوسو بخوبی اُسے سنا دیا جب رات ہوئی تب چند ایک نہایت آراستگی سے آئی اور اُسکو گلے لگا کر  
 رونے لگی اور وہ بھی اُسے چھاتی سے لگا کر بے اختیار رو اٹھا، احسن کہوں کیا بس اُسوقت کا ماجرا  
 کہ جس طرح روتے تھے وہ غل مچا، وہ درو کے دونوں ہم یوں ملے تاکہ جس طرح سادوں سے بھادوں  
 بعد رونے کے بشیر نے کہا اے چندو آج کی رات تو یہاں رہی چندو کہنے لگی کہ ایک صورت سے اگر یہ  
 اعرابی ایک کام کرے تو البتہ رہوں اعرابی نے پوچھا کہ وہ کیا کام ہے چندو نے کہا کہ تو میرے کپڑے  
 پہن کر میرے گھر جا اور گھٹ گھٹ سے منہ چھپا کر انگنائی میں بیٹھ رہ میرا خاوند آویگا اور دودھ کھلیا دیگا  
 اور تجھے دیکھ پینے کو کہے تو تو اُسے نہ لینا اپنا گھٹ گھٹ کھولنا آخر کار وہ پیالہ دودھ سے بھرا ہوا  
 تیرے پاس رکھ دیگا اور باہر چلا جاویگا۔ پھر تو اُسے اُسوقت مزے سے پیا اور اپنا پیٹ بھرا اعرابی  
 نے یہ سخن قبول کیا اور اُس کے گھر جا کر اسی طرح سے گھٹ گھٹ سے منہ چھپا کر چکا ہو کر بیٹھ رہا تین  
 اُس کا خاوند ایک پیالہ دودھ کالے ہوئے کیا اور اس سے کہنے لگا جانی یہ پیالہ میں تمہارے  
 واسطے لایا ہوں گھٹ گھٹ کھولو۔ اور دودھ پیو۔ عرض اُسے گھٹ گھٹ نہ کھولنا وہ پیالہ لیا وہ  
 غصہ ہو کر کوڑے بازی کرنے لگا اور کہنے لگا کہ میں جب قدر منت کرتا ہوں اور تعشق جتا ہوں  
 تو نہ تو منہ کھولتی ہے نہ بولتی ہے حاصل کلام یہاں تک کوڑے مارے کہ پیٹھ اُسکی نیلی ہو کر اُدھڑ  
 گئی اور آپ چلا گیا جب وہ باہر نکلا تب اعرابی بھی اپنے حال کو دیکھا اور بھی ہنسنا اٹھانے میں چندو  
 کی ماں نے اُسکے سمجھا یا کہ بی بی میں تجھے ہمیشہ نصیحت کرتی ہوں کہ ہر گھڑی کا ٹکڑا اچھا نہیں جانی  
 تو اُسکی اطاعت کیوں نہیں کرتی اگر بشیر کا غم کرتی ہے تو پھر خاوند کا منہ نہ کھینچی یہ کہہ کر اُسکی بہن  
 پاس گئی اور کہنے لگی۔ ماں واری تو جا کر اُسکو سمجھا کہ کیوں اپنے خاوند سے سلوک نہیں کرتی یہ بات سننے  
 ہی چندو کی بہن کہ بیچ بیچ کی چندر مان سے خول صورت تھی آئی اور اعرابی کر گئے لگا کر کہنے لگی بوا تو اپنے  
 خاوند سے منہ دیکھ اعرابی نے اُسکا مکھڑا دیکھا تو اپنا دکھ کھوا اور چاوند منہ سے اٹھا کر کہنے لگا  
 کہ تیری بہن بشیر کے پاس گئی ہے اور مجھے یہاں بھیجا ہے دیکھ تو میں نے اُسکے واسطے کیا آنت تھی  
 اب مجھ کو لازم ہے کہ تو میرے پاس سوچے کہ یہ راز فاش نہ کرے نہیں تو میں اور تیری بہن دونوں سوا ہو گئے  
 یہ بات سن کر وہ ہنسی اور اُسکے ساتھ سو رہی قریب صبح کے وہ اعرابی چندو کے پاس گئی اور چندو نے  
 اُس سے پوچھا شب کیونکر گزری اُس نے سہا حال اُسکے شوہر اور بہن کا کہا اور اپنی بیٹھ دکھا کر  
 رو دیا چندو نہایت شرمندہ ہوئی پھر یہ بات سمجھی کہ سات میری بہن کیساتھ اُس نے رنگ لیاں  
 مچائیں اور گلچیں بیاں ان پر دل کی کھولی میں طوطے نے یہ کہانی تمام کر کے کہا اے خستہ اب سدھارو

اور اپنے معشوق سے لطف اٹھاؤ غجتہ نے یہ سنے ہی چاہا کہ اپنے معشوق کے پاس اپنے آپ کو  
 پہنچائے اتنے میں فجر ہو گئی اور مرغ نے ہانک دی جانا اسکا اُس بعد بھی موقوف رہا تب یہ فرد پڑھ کر  
 دازار رونے لگی فرض مجھے جس سحر نے جدا پار سے کیا تھا وہی پھر وہ آئی سحر

اکیسویں اسٹان کہ ایک سوداگر اپنے گھر میں ٹھکانا تھا اور ایک سوار  
 اکثر رات بوتا اور گھوڑا اُس کا مرا تو قاضی کے پاس چلے کے خود مقدمہ ہارا  
 جب سورج چھا اور چاند نکلا جتہ اپنے کپڑے پہن کر رخصت لینے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی آج  
 فرقت کے باعث کچھ دل کو نہایت بیکاری معلوم ہوتی ہے فرض پہنچا ہے یہ پیام مرا کوئی بار تک  
 بے اختیار ہی تصادم کی اختیار تک اگرچہ میں اپنے محبوب کے پاس جاسکتی ہوں مگر بغیر رخصت کے میرے  
 مصلحت نہیں دیکھتی کیونکہ میں تیری عقل پر اعتماد تمام رکھتی ہوں اگر آجکی شب رخصت نہ تو تمام عمر  
 تیری احسان مند رہوں گی اور دعائیں دیا کرونگی طوطے نے کہا کہ اے کہ بانو جو عقل مند تھے ہیں سو بے مصلحت  
 کام نہیں کرتے تو خود دانشمند ہے کہ بے مشورہ کے کبھی کچھ کام نہیں کرتی یہ سچ ہے کہ اگر کوئی خدا  
 نخواستہ تجھ سے دشمنی کر گیا تو ہرگز اپنے شعور کے سبب اور تدبیر کی راہ سے کسی بلا میں نہ پڑے گی جس طرح  
 ایک سوداگر نے اپنے علم اور دانائی کی راہ سے ایسا جید کیا کہ پشیمان نہ ہوا آخر دانا کو کسی طرح سے  
 خلت نہیں حاصل ہو رہی نہیں رکھتا ہے کسی طرح سے جاہل ہجستہ نے بوجھا اسکی حکایت کیونکہ وہ  
 حکایت طوطا کہنے لگا کہ اگلے زمانے میں ایک سوداگر نہایت عقل مند ایک طوطے کا بدو رکھتا تھا ایک دن  
 وہ اپنی ڈیوٹی میں بیٹھا ہوا کھانا کھا تا تھا اسی عرصہ میں ایک شخص گھوڑے پر سوار وہاں آیا اتر کر اُس  
 کو سوداگر کے گھوڑے کے پاس باندھنے لگا اور مستعد کھانا کھانے کو بٹوارا سوداگر نے اُس سے کہا  
 کہ میرے گھوڑے کے پاس نہ باندھو خطا پاؤ گے اور میرے ساتھ کھانا نہ کھاؤ شرمندگی اٹھاؤ  
 اُس نے یہ بات نہ سنی گھوڑے کو وہیں باندھا اور آپ سوداگر کے پاس بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ اُس  
 نے کہا تو کون ہے کہ بے میرے کہے میرے ساتھ کھانا کھاتا ہے اُس نے اپنے تئیں بہرا بنایا  
 اور کچھ جواب نہ دیا جب سوداگر نے جانا کہ یہ بہرا ہے یا گونگا یہ سمجھ کر چپکا ہو رہا اتنے میں سوداگر کے  
 گھوڑے نے ایسی لاف دی کہ اُس کے گھوڑے کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ مر گیا تب اُس سوداگر سے  
 قفسیہ شروع کیا اور کہا کہ قیمت اسکی میں تجھ سے لاکھام لوں گا تیرے گھوڑے نے میرے گھوڑے  
 کو مار ڈالا ہے پھر اُس شخص نے قاضی کے پاس جا کر فریاد کی قاضی نے اُس سوداگر کو بلوایا اُس نے  
 دوبارہیں حاضر ہو کر اپنے تئیں گونگا بنایا جو بات قاضی نے اُس سے پوچھی کچھ جواب نہ دیا۔ قاضی نے

کہا یہ گونگا ہے اسکی کچھ خطا نہیں مدعی نے عرض کی کہ حضرت سلامت آپ نے کیونکہ معلوم کیا یہ گونگا ہے  
 اُس نے پہلے ہی مجھ سے کہا تھا کہ یہ گھوڑا شوخی ہے اسکے پاس اپنے گھوڑے کو نہ باندھو باب اُس نے  
 اپنے تئیں گونگا کیا ہے قاضی نے کہا بالے تو بڑا احمق ہے آپ ہی اسکے منع کو نہ کی گواہی دیتا ہے اور آپ کی  
 گھوڑے کا دعویٰ رکھتا ہے اسمیں اسکی کیا تفسیر ہے چل دور ہو سناٹے سے عرض قاضی نے اُسکو نکال دیا  
 اور سوداگر کو رخصت کیا یہ کہہ کر طوطے نے غصت سے کہا اچھا اب نہ برو کر دو جاؤ اور اپنے معشوق کو گھٹے لگاؤ  
 کہ بانو نے یہ سنتے ہی جا کر جاوے اور اُس محبوب کو گھٹے لگاتے میں مع ہو گئی اور سر نے ہانک دی جانا اچھا  
 اُس روز بھی قوفہ اتبیدہ فرد پڑی اور رونے لگی فرح سے مہر ہاتھ سے ترے اب میں دُشیا میں اپنی گھوڑی بھی

**باب بیسویں داستان کہ ایک عورت شیر سے جلد کر کے اپنی جان بچائی**

جب سورج چھپا اور چاند نکلا جستہ رخصت پستے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی اے محرم راز میرے اوپر  
 رحم کر اور آج رات تو رخصت ہے اور جو مجھ سے کہنا ہے جلد کہہ دے طوطے نے کہا اے کہ بانو میں نے  
 تجھے بارہا آنا بھاقل ہی پایا ہے نصیحت میری کچھ درکار نہیں ہے انا ستارہ تجھ پر کوئی حادثہ ہے تو تو بھی ایسا  
 ہی حیکم کرنا چاہیو کہ ایک عورت نے شیر کیساتھ جنگل میں کیا تھا کہ جسکے سبکے فی آفتاب پہنچی یہ غصت  
 نے ہر بوجہادہ حکایت کو تسخیر کر چکا پت طوطا کہنے لگا کہ کسی شہر میں ایک شخص تھا اُسکی جو روح نہایت بد خو  
 اور زبان بد اثر تھی ایک دن اُسکے شوہر نے کسی تفسیر پر کسی کوٹے اُسکو لایا وہ عورت اپنی دونوں لڑکیوں کی جنگل میں  
 جلی گئی اتفاقاً اُسکو شیر نظر آیا اُسکو بھیکر ڈسی اور پراساں ہو کر کہنے لگی کہ میں نے بڑا کیا ہو ضرور کی

تصور عورت بد زبان کی مع اُس کے دونوں لڑکوں کی شوہر سے ناراض ہو کر  
 جنگل میں جانا اور شیر کا نظر آنا



بے مرفعی باہر آئی اگر اب کچھ آفت اس شیر کے ہاتھ سے چھ پر دم پڑی تو پھر گھر سے نہ نکلے گی اور  
 اُسکی فرما بزرگاری میں ہا کر دل کی۔ آخر اُس عورت نے بہانہ کر کے شیر سے کہا اے شیر میرے  
 پاس آ اور ایک بات میری سن شیر نے متعجب ہو کر کہا اے عورت کہہ دے بولی کہا میں جنگل میں ایک  
 ایسا بڑا شیر ہے کہ جس سے آدم جیوان سب ڈرتے ہیں اور بادشاہ بھی اُسکے کھانے کیواسطے دوچار  
 آدمی روز بھیجا کرتا ہے جس طرح سے کہ آج میرے دونوں لڑکوں کی باری ہے اگر تیرا جی چاہے  
 تو میں لڑکوں کو مجھ سے لے اور کھا کر اس جنگل سے بھاگ جاتا کہ میں بھی اکیلی ہو کر اپنی راہ چکھوں  
 بات سن کر شیر نے کہا اچھا جب تو نے تمام احوال اپنا مجھ سے کہا تو مجھے لازم نہیں کہ تجھے یا اسے لڑکوں کو  
 کھاؤں کیواسطے کہ مجھے بھی بھاگنے کی ضرورت نہیں یہ کہہ کر شیر نے ایک طرف کی راہ لی اور یہ بھل  
 سمیت گھر آئی پھر تمام عمر اپنے خاوند کی فرما بزرگاری میں رہنے لگی یہ کہہ کر غصہ سے کہا کہ اب یرم  
 کر اپنے معشوق کے پاس جا دو وھرا جا کر اپنے یار کے سینے سے لگ کر سو اربین دن لے ہر کوہ و ذل  
 کر سے دو ہویہ ستے ہی غصہ نے چاہا کہ اُسکے پاس جائے اور زندگی کا مرام اٹھائے میں صبح ہوئی اور  
 مرغ نے بانگ دی جانا اسکا اُس روز بھی خوف ہوا تب یہ دوہرا پڑا اور روتے لگی دو وھرا  
 پتیم پیت جانو کہ تم کچھٹ مو سے چین ، جیسے بن کی لڑائی سنگت ہوں دن دن

تیسویں داستان کہ خالص اور مخلص نے شاہزادے سے دوستی کی  
 جب سورج چھپا اور چاند نکلا حجتہ رخصت لینے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی اے طوطے وہ کوئی آفت  
 ہوگا کہ اُس کے پاس پہنچو گی اور چاہتی ہوں کہ جاؤں یہ جا نہیں سکتی شعرا لٹی ہو گئیں سب بیریں کھنڈ  
 دوائے کام کیا، آخر اس بیماری دل نے اپنا کام تمام کیا، اور نہیں جانتی کہ میرے غیب کیسے ہیں  
 جو اُس سے جدا کہتے ہیں طوطے نے کہا اے غصہ اب دل میرا گواہی دیتا ہے کہ تو جلد اپنے معشوق سے  
 جا ملے گی لیکن اُس سے ملنے شرطیں تمام دوستی کی بجا لانا اور کوئی بات باقی نہ رکھنا جس طرح سے کہ  
 خدمت شہزادے کی خالص اور مخلص نے کی تھی کہ بالوں نے کہا کہ حکمت اُنکی کیونکر ہے یا کو حکایت  
 طوطے نے کہا کہ کئی وقت میں ایک بڑا بادشاہ تھا اُسکے دو بیٹے تھے جب بادشاہ نے اس دنیا سے کوچ  
 کیا تب تاج اور تخت کا مالک بڑا بیٹا ہوا اور اُسے چاہا کہ مجھے بھائی کو ملے لے تب وہ بیچارہ ڈرا اور  
 اُس شہر سے بھاگ کر کسی روز کے ایک تالاب پر پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ ایک مینڈک کو سانپ پکڑے ہے  
 اور مینڈک قتل مچاتا ہے اور یہ دو لڑتے رہا ہے دو وھلا بار ایسے وقت میں ایسا کوئی آئے نہ رہے  
 اس سانپ کے میری جان بچائے یہ وہاں اُس مینڈک سے سنتے ہی شاہزادے نے ایسا ڈانٹا